

نذر آنہ دل

اردو اور فارسی ادب کی تنقید میں ڈاکٹر سید اتقی عابدی صاحب کا جو مقام معین ہو چکا ہے اس سے ہم بخوبی واقف ہیں۔ انیس اقبال اور امیر خسرو پر ان کے مقالوں کی دل آویزی اور افادیت مسلم ہے۔ یہ سب ان کی دماغی کاوش کا نتیجہ ہے۔ ادبیات کی بارگاہ میں ان کی سالہا سال کی تحقیق نہایت مستند اور خیال افروز ہے۔ ہم اس کے متعرف ہیں۔ ان کے تحقیقی مقالے فارسی واردادب میں نہایت محترم مقام رکھتے ہیں۔ بارگاہ ادب میں ان کی تحریریں ”نذر آنہ دماغ“ کہلائیں گی۔ یہ بہت بیش قیمت تنقیدی سرمایہ ہے تاہم کئی سال کی کوششیں کے بعد عابدی صاحب نے اپنی تمام ادبی تحقیقات سے بلند تر ایک اور قیمتی خزانہ پیش کیا ہے جو ذہنی کاوش سے کہیں برتر ارفع و عالی حیثیت رکھتا ہے یہ عقیدت و ارادات کے مقدس حریم سے برآمد ہوا ہے۔ یعنی حمد نعت اور منقبت پر مشتمل اشعار جو آج آپ کے ہاتھ میں ہیں ان کی قلبی گہرائیوں سے نکلے ہیں۔ گروے کے الفاظ میں ان جو اہر پاروں کو جو دل کی عمیق تہوں سے نظر افروز ہوتے ہیں۔

Full many a gem of the purest ray serene.

The dark unfathomed caves of ocean bear.

کہا جائے تو بالکل درست ہے۔ ان منظومات کو خاکسار اقم ”نذر آنہ دل“ کہتا ہے تاہم اس پاکیزہ تصنیف کا صحیح نام ”جوشِ موڈت“ ہے۔ کتاب کا یہ عنوان میرے تجویز کردہ نام سے زیادہ موزوں ہے کیونکہ اس میں الفت و عقیدت کا جذبہ پورے جوش و جلال و جمال کے ساتھ موج زن ہے۔ یقین ہے کہ صاحب ذوق قاری اس احساسِ موڈت میں میرے ہمنوا ہوں گے۔

پروردگار عالم اور اس کے سید المرسلین رسول اور اہلبیت اطہار کی بارگاہ میں بدیہ دل پیش کرنا ہمارے شعرا کا شیوہ ہے۔ جس میں ابو طالب، حسان، فرزدق، فردوسی، سنائی، رومی، حافظ، جامی، انیس، محسن، کاکوری،

امیر مبنائی علامہ اقبال، بہزاد لکھنوی، دلورام کوشی، جوش ملیح آبادی، وغیرہ بے شمار سخن ور شامل ہیں۔ اس پاکیزہ فہرست میں اب ڈاکٹر عابدی کا نذرانہ دل ہمارے مذہبی سرمایہ میں قابل قدر اضافہ ہے۔ ان سب باکمالوں کی عقیدت کا یہ عالم ہے کہ ان کے قلم سے محبت و مودت کے چشمے ابل رہے ہیں۔ جو خالق عالم کے قرآنی فرمان ”الاموّدۃ فی القربی“ کی تعمیل ہے۔ اسی قرآنی برکت سے ان کی تاثیر باودانی ہے۔ اہلبیت اطہار کی شان میں علامہ اقبال کے یہ اشعار ہمیشہ کے لئے ہمارے ذہن پر ثبت ہو چکے ہیں۔

مریم ازیک نسبتِ عیسیٰ عزیز	از سہ نسبتِ حضرت زہرا عزیز
نورِ چشمِ رحمۃ للعالمین	آں امامِ اولین و آخرین
بانوئے آں تاجدارِ ہل اتی	مر ترضیٰ، مشکل کشا شیر خدا
مادرِ آں قافلہ سالارِ عشق	مادرِ آں مرکزِ پرکارِ عشق
نقشِ اِلَّا اللہ بر صحرا نوشت	سطرِ عنوانِ نجاتِ مانوشت

تفصیلی مثالیں پیش کرنے کی نہ ضرورت ہے نہ گنجائش۔ اختصار کے ساتھ اتنا کہنا واجب ہے کہ ڈاکٹر سید تقی عابدی اسی قافلہ شوق میں شامل ہیں۔ الفت و مودت کے کاروان میں ان کی متاعِ شعر و سخن کی جو قیمت ہے اسے ان چند اشعار کی روشنی میں معین کرنا بہت آسان ہوگا۔

گردشِ چرخ ہے قبضے میں انہی بندوں کی
 زیرِ شمشیر جو کرتے ہیں عبادت تیری
 محمدؐ کا مقام و مرتبہ ہو جائے گا روشن
 اگر حیدرؑ کے رتبہ کا تجھے اقرار ہو جائے
 علیؑ کا عشق تو چہروں سے ایسا ظاہر ہے
 کھلے لہانے میں جیسے جواب رکھتے ہیں

بہت پھیلے ہوئے ہیں مہربانِ زمانے میں
 الہی ذوالفقارِ حیدری کا وار ہو جائے
 کسی کو کیسے سلاتے رسولؐ بستر پر
 گلاب کی جگہ آخر گلاب رکھتے ہیں
 دیکھو تقی کے ہاتھ میں کوثر کا جام ہے
 کیوں کہ یہی تو شاعرِ خیر الانام ہے
 اختیارِ شوق اتنا ہو گیا ہے موت پر
 جب تلک حیدر نہ آئیں دم نکل سکتا نہیں
 جب بھی علیؑ کی مدح لکھایوں لگا مجھے
 دفتر تمام ہو گیا اور کچھ کہا نہیں
 اس واسطے ولا کی مہک ہے کلام میں
 لکھواتے ہیں امامؑ لکھے جا رہا ہوں میں

قارئین اندازہ کر سکتے ہیں کہ مصنف کے کلام میں ادبی محاسن جس کمال سے جلوہ گر ہیں اُسے
 ہی جمال و جلال سے موڈت کا جوش بھی اس تصنیف میں موج زن ہے۔ یقین ہے کہ ذی علم قاری اس کا
 احساس مجھ سے زیادہ خود کر سکیں گے۔

خاکسارِ راقم

سیدناظر حسن زیدی

(ڈاکٹر ناظر حسن زیدی ایم اے پی ایچ ڈی)

پروفیسر اردو و فارسی۔ گورنمنٹ کالج لاہور

ویزٹنگ اسکالر۔ کولمبیا یونیورسٹی۔ نیویارک